عتیق جیلانی:

تذکرۂ دتاسی اور معارف

رسالہ "معارف" اعظم گڑھ کی علمی و ادبی خدمات سے علماء اور محققین کماحقہ آگاہ ہیں۔ اِس مؤقر جریدے نے اہل تحقیق کے لیے قابلِ قدر لوازمہ بھی فراہم کیا ہے، اور بعض اہم جہتوں کی نشاندھی بھی کی ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر "معارف" کی جلد نمبر ۱۰ میں شایع شدہ مولوی محمد محفوظالحق، بی۔ اے کا ایک مضمون ہے۔ ۱ مضمون کا عنوان ہے، "فرنچ مستشرق دی تاسی کا تذکرۂ شعرائے اردو" زیرِ نظر مضمون کے دو حصے ہیں اور یہ "معارف" کی دو متصل اشاعتوں کی زینت بنا ہے۔ پہلے حصے میں گارسین دتاسی (Garcin De Tassy) کی تالیفات و تصنیفات کی ایک نامکمل فہرست ہے، اور دوسرے حصے میں اس کی مشہور کتاب "تاریخ ادبیاتِ ہندی و ہندوستانی" (Histoire De La Literature Hindovie Et Hind'ostanie) کے مقدمے کی تلخیص درج ہے۔

اس مضمون کی اشاعت (اگست، ستمبر ۱۹۲۲ع) سے بہت پہلے فاضل مستشرق کی زندگی ہی میں اس کی مذکورہ تصنیف سے

۱۔ محمد محفوظالحق: معارف اعظم گڑھ، جلد نمبر ۱۰، اگست ستمبر ۱۹۲۲۔

اُردو داں طبقہ متعارف ہو چکا تھا۔ پہلے کریم الدین اور ایف فیلن، کی سعی سے ۱ اور پھر شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ کی توجہ سے۔ ۲ جہاں تک "طبقات الشعرائے ہند" کا تعلق ہے، یہ مذکورہ تصنیف کا باضابطہ ترجمہ نہیں ہے۔ آغا افتخار حسین تو اِسے آزاد ترجمہ بھی تسلیم نہیں کرتے۔ ہاں اِس قدر ضرور ہے کہ کریم الدین نے اپنے تذکرے کی ترتیب میں دتاسی کی کتاب کے شعراء والے حصے سے مدد لی ہے اس ضمن میں بحث کو سمیٹتے ہوئے آغا افتخار حسین لکھتے ہیں: ۳

> ممکن ہے فیلن صاحب نے کہیں کہیں کریم الدین صاحب کو دتاسی کی تاریخ کی جلد اول کے فرانسیسی متن کا ترجمہ سنادیا ہو یا لکھادیا ہو لیکن "طبقات الشعرائے ہند" کو دتاسی کی تاریخ کا ترجمہ نہیں کہا جاسکتا۔

"طبقات الشعرائے ہند" کے چند برس بعد ذکاءاللہ دھلوی کا کتابچہ منظر عام پر آیا۔ اِس کتابچے کا نام ہے، "مختصر احوال مصنفین ھندی کے تذکروں کا یار سالہ درباب تذکروں کا"۔ بقول گارسیں دتاسی، یہ کتابچہ میرے مقالے (Auteurs Hindustanis Et Leurs Ouvrages) ترجمہ ہے۔" ۴

۱۔ کریم الدین: "طبقات الشعرائے ہند" دھلی، مطبع العلوم، ۱۸۴۸ء۔

۲۔ ذکاءاللہ دھلوی: "رسالہ در باب تذکروں کا" ۱۸۵۶۔

۳۔ آغا افتخار حسین: یورپ میں تحقیقی مطالعے، طبع اول، لاھور مجلس ترقی ادب، ۱۹۶، ص ۵۵۔

۴۔ گارسیں دتاسی: "تاریخ ادب ھندی وھندستانی"، بحوالہ آغاافتخار حسین: "یورپ میں تحقیقی مطالعے"، لاھور، ۱۹۶۷ء، ص ۶۹۔

مولوی کریم الدین اور شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دھلوی، دونوں نے تذکرۂ گارسیں دتاسی کی طبع اول کو پیش نظر رکھا ھے۔ اِس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی جلد اول ۱۸۳۹ء میں اور جلد ثانی ۱۸۴۷ء میں طباعت کے مراحل سے گزری۔ اشاعت اول کے وقت مصنف کے وسائل محدود تھے۔ یہی وجہ ھے کہ مذکورہ دونوں جلدوں میں تشنگی کا احساس ھوتا ھے۔ خود دتاسی کو اِس کمی کا احساس تھا: ۱۔

> متواتر تلاش اور تحقیق سے مجھے سات تذکرے دستیاب ھوئے اور باوجود ناکافی سامان کے میں نے ھندوستانی ادب کی تاریخ لکھی، جو اگرچہ ایک نامکمل تالیف ھے لیکن اپنی نوعیت کی ایک ھی کتاب ھے اور ۱۸۳۹ء میں شائع ھوچکی ھے۔

"تاریخ ادب ھندی و ھندوستانی" کا دوسرا ایڈیشن ایک ھزار آٹھ سو سینتالیس صفحات پر مشتمل ھے۔ یہ ایڈیشن ۱۸۷۰ء - ۱۸۷۱ء میں تین جلدوں میں منظر عام پر آیا ۲۔ لیکن ۱۹۲۲ء تک اِس ضخیم اشاعت کا کوئی خلاصہ یا ترجمہ اردو میں شائع نہیں ھوا۔ اِس لحاظ سے رسالہ "معارف" جلد نمبر ۱۰ میں مولوی محمد محفوظ الحق کا مضمون ایک خاص اھمیت کا حامل ھے۔ زیر گفتگو تحریر سے

۱۔ گارسیں دتاسی: "تمہیدی خطبے"، دھلی، انجمن آردو (ھند)، ۱۹۴۰ء، ص ۳۶۔

۲۔ ڈاکٹر رضیہ نور محمد: آردو زبان اور ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، لاھور، مکتبہ خیابان ادب، ۱۹۸۵ء، ص ۱۷۶۔

چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں، جن سے ہماری بات کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ فاضل مصنف لکھتے ہیں: ۱

افسوس ہے کہ اِس قابل قدر (فرنچ) تذکرے کا جو اپنی جامعیت، ضخامت اور صحت کے اعتبار سے لاجواب ہے، اب تک کوئی انگریزی یا اُردو ترجمہ شائع نہیں ہوا صرف انجمن ترقی اُردو (حیدرآباد) کی فہرست تراجم میں چند سال سے اِس کتاب کا بھی نام آتا ہے کہ اِس کا ترجمہ ہورہا ہے۔

راقم کا عرصے سے خیال تھا کہ اِس تذکرے کا ترجمہ کرے لیکن ع زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم کی مثل صادق آتی تھی اِس لیے مجبوری تھی۔ حسن اتفاق سے سنہ ۱۹۱۷ء میں محترمی نواب سید نصیر حسین خان صاحب خیال نے راقم کو اِس تذکرے کی پہلی جلد کا انگریزی ترجمہ دکھایا جو قلمی اور مسودہ کی صورت میں تھا، اور ایک حد تک مکمل تھا۔

نواب صاحب نے اِسکے ترجمے کی خدمت راقم کے سپرد فرمائی اور میں نے یہ کام شروع کردیا، اور ایک اچھے حصے کا ترجمہ بھی ختم کردیا۔ لیکن بعض موانع ایسے پیش آئے کہ ترجمہ تو کیا سنہ ۱۷ء کے بعد سے اُن اوراق کے دیکھنے کی نوبت بھی نہ آئی۔

۱۔ محمد محفوظ الحق: ”فرنچ مستشرق دی تاسی کا تذکرۂ شعرائے اُردو“ معارف اعظم گڑھ، جلد ۱۰ شمارہ ۲، اگست ۱۹۲۲ء، ص ۱۲۳۔

اِن اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مولوی محفوظ الحق ۱۹۱۷ء میں مذکورہ تذکرے کے ایک قابل ذکر حصے کو آردو میں منتقل کرچکے تھے۔ اور "معارف" میں اِس کی پہلی جلد کے خلاصے اور تعارف کی اشاعت (۱۹۲۲ء) کے وقت انجمن ترقی آردو (حیدرآباد) اِس کے ترجمے میں مصروف تھی۔ ازاں بعد تذکرۂ دتاسی تو نہیں، خطبات گارسیں دتاسی انجمن کے اہتمام سے شائع ہوئے۔ اِن خطبات میں ۱۸۵۴ء کا خطبہ بھی شامل ہے، جو دتاسی کی تصنیف "ہندوستانی مصنفین اور آن کی تصانیف" کی ابتدائی شکل ہے۔ مولوی عبدالحق نے اِس کتاب کی معلومات کو بھی اسی خطبے میں شامل کردیا ہے۔ تذکرۂ دتاسی کی جلد اول میں اکہتر صفحات کا جو مقدمہ ہے، آس کے مضامین بھی وھی ھیں جو موجودہ خطبہ ۱۸۵۴ء کے۔ اِس لحاظ سے اِن تینوں تصانیف میں مماثلت موجود ہے۔ ابتدائی چھے خطبات کا ترجمہ مولوی عبدالحق کی فرمائش پر سرراس مسعود نے کیا تھا، اور خطبات کے فرانسیسی ایڈیشن بھی فراہم کیے تھے۔ اِس ضمن میں مولوی صاحب کا بیان قابل توجہ ہے۔ وہ لکھتے ھیں:۱-

> عرصہ ھوا جب سر سیدراس مسعود (نواب مسعود جنگ بہادر) انگلستان تشریف لے گئے اور انڈیا آفس لائبریری میں کام کر رہے تھے تو حسن اتفاق سے فرانس کے مشہور مستشرق موسیو گارساں دتاسی کی یہ کتاب جس کا اصلی نام "ہندستانی ادب از سنہ ۱۸۵۰ء تا سنہ ۱۸۷۷ء" ہے اور جو، اب آردو میں "خطبات گارساں

۱- مولوی عبدالحق: مقدمات عبدالحق، لاھور، آردو مرکز، ۱۹۶۴ء، ص ۴۷۷-

ذتاسی" کے نام سے شائع کی جارہی ہے آن کی نظر
پڑی -

جب وہ انگلستان سے حیدرآباد واپس آئے تو
آنھوں نے یہ کتاب مجھے دکھائی اور خود توجہ
کرنے کا وعدہ کیا - ابتدائی چھہ خطبے ترجمہ کرکے بھی
دیے لیکن بعض مصروفیتوں کی وجہ سے وہ اِس کام کے
لیے وقت نہ نکال سکے -

سرراس مسعور پہلی مرتبہ انگلستان سے واپسی کے بعد ۱۹۱۵ء میں حیدرآباد کے ناظم تعلیمات مقرر ھوئے۔ اس تقرری کے کچھہ عرصے بعد آنھوں نے اورنگ آباد کا دورہ کیا - وھاں مولوی عبدالحق کے ھاں قیام رھا- مولوی صاحب اِس کا ذکر کرتے ھوئے لکھتے ھیں:
"اِس سے قبل میں نے آنھیں سرسری طور سے کئی بار دیکھا تھا- اب حقیقی ملاقات ھوئی"-۱

تحسین سروری ، بابائے آردو کے برخلاف آن کی حیدرآباد میں تقرری ۱۹۱۶ء کا واقعہ قرار دیتے ھیں- ۲ اس لحاظ سے مولوی عبدالحق اور سرراس مسعود کے درمیان "حقیقی ملاقات" ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء میں کسی وقت ھوئی- امکان اِس بات کا ھے کہ سر راس مسعود نے اِسی ملاقات کے دوران مولوی صاحب کو خطبات کی

۱- مولوی عبدالحق : چند ھم عصر ، کراچی ، آردو اکیڈمی سندھ ، ۱۹۷۰ء ، ص ۱۹۰ -

۲- تحسین سروری: "حیدرآباد میں سرراس مسعود کی تعلیمی خدمات" مقالہ مشمولہ "خیابان ،سعود"، جلیل قدوائی (مرتب)، کراچی ، ۱۹۷۰ء، ص ۷۹ -

کتاب دکھائی ہوگی اور ترجمے کا وعدہ بھی کیا ہوگا۔ لیکن ایفائے وعدہ میں ایک طویل عرصہ لگا۔ اس ضمن میں مولوی صاحب کا ایک خط بنام سرراس مسعود قابل توجہ ہے۔ گو کہ اس خط پر تاریخ درج نہیں ہے، لیکن ماقبل اور مابعد کے خطوط پر بالترتیب ۲۸ اپریل ۲۶ء اور ۲۲ ستمبر ۲۶ء درج ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ خط اسی درمیانی عرصے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مختصر مکتوب کے آخر میں مولوی صاحب لکھتے ہیں:-۱

"اس قیام میں گارساں دتاسی کے ایک لکچر کا ترجمہ آپ سے ضرور لوں گا اور خود آپ کے پاس بیٹھ کر لکھتا جاؤں گا۔"

اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیام حیدرآباد کے آخری دنوں تک سرراس مسعود "خطبات" کے ترجمے کا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا سکے تھے۔ موصوف کے ترجمہ کردہ ابتدائی چھے خطبات میں ۱۸۵۳ء کا خطبہ بھی شامل ہے، جس کے مندرجات وہی ہیں، جن کا خلاصہ مولوی محفوظ الحق "معارف" اگست، ستمبر ۱۹۲۲ء کے شماروں میں بیان کر چکے ہیں۔ اس لحاظ سے مولوی محفوظ الحق کا زیر نظر مضمون دتاسی کی کتاب "تاریخ ادب ہندی و ہندوستانی" کے حوالے سے خصوصاً اور پانچویں خطبے کے حوالے سے عموماً، اہمیت کا حامل سمجھا جائے گا۔

زیر نظر مضمون میں دتاسی کی تصانیف کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور فاضل مضمون نگار نے ایشیاٹک سوسائٹی (کلکتہ) اور امپریل لائبریری (کلکتہ) کے حوالے سے دتاسی کی ۳۸ کتابوں کی فہرست

۱۔ مولوی عبدالحق: "مسعود کے حضور میں"، مشمولہ "خیابان مسعود"، جلیل قدوائی (مرتب)، کراچی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۶۔

دی ہے، جو اگرچہ نامکمل ہے لیکن اردو میں پہلی کوشش ہونے کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔

مولوی محفوظ الحق نے دتاسی کی تمام تصانیف کی فہرست بنانے کی ضرورت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ دتاسی کے خطوط کو محفوظ کیا جائے اور اردو داں طبقے کے لیے انھیں منظر عام پر لایا جائے۔ یہ دونوں باتیں ہنوز قابل توجہ ہیں، کیوں کہ اس طرح دتاسی کے علمی اور ادبی مرتبے کا تعین بھی حقیقی بنیادوں پر ہو سکے گا اور ان خطوط میں محفوظ بیش بہا معلومات سے استفادہ بھی ممکن ہوگا۔ ۱ مکتوبات کے سلسلے میں مضمون نگار نے ببلیاتھک نیشنل (پیرس) کا حوالہ دیا ہے۔

اس مضمون کے آغاز میں دتاسی کی ہندوستان آمد کے بارے میں اطلاع محل نظر ہے۔ مولوی محفوظ الحق لکھتے ہیں۔ ۲ "اردو ادب اور تاریخ کا یہ زبردست ماہر عرصہ تک ہندوستان کی گلگشت کرتا رہا اور جب فرانس واپس گیا تو اس کا دامن یہاں کے پھولوں سے بھرا تھا۔" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دتاسی کبھی ہندوستان نہیں آیا اور اس نے اپنی تصانیف کے لیے تمام تر لوازمہ یہاں کے اہل علم سے بذریعہ خط کتابت یکجا کیا۔

زیر گفتگو مضمون ہی سے دتاسی کے کارناموں پر نقد و نظر کا آغاز ہوا۔ کیوں کہ اِس مضمون کی اشاعت کے فوراً بعد اکتوبر

۱۔ مزید دیکھیے، مرتضیٰ حسین فاضل: "گارساں دتاسی کا ایک نادر خط"، صحیفہ لاہور، شمارہ ۳۳، اکتوبر ۱۹۶۵ء۔

۲۔ محمد محفوظ الحق: سابقہ حوالہ۔

۱۹۲۲ء کے "معارف" میں قاضی عبدالودود عظیم آبادی کا ایک تنقیدی مقالہ شائع ہوا۔ اِس مقالے کی اشاعت نے تحقیق کے نئے در وا کیے۔ بعد ازاں قاضی صاحب نے صحیفہ شمارہ ۳، دسمبر ۱۹۵۷ء میں زیادہ تفصیل کے ساتھ دتاسی کی فرو گذاشتوں کا جائزہ لیا۔

رسالہ "معارف" اعظم گڑھ کے مختلف شماروں میں ایسے بے شمار گہرھائے آب دار محفوظ ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ توجہ اور مستعدی کے ساتھ ان کا جائزہ لیا جائے اور ان کی قدر و قیمت کا تعین کیا جائے، چنانچہ "معارف کا تحقیقی سرمایہ" کے موضوع پر ایک تفصیلی مطالعہ آئندہ پیش کیا جائے گا۔

کتابیات

۱ - افتخار حسین، آغا: یورپ میں تحقیقی مطالعے ، طبع اول، لاھور ، مجلس ترقی ادب ، ۱۹٦۷ء -

۲ - جلیل قدوائی (مرتب): "خیابان مسعود"، طبع اول ، کراچی، راس مسعود اکادمی، ۱۹۷۰ء -

۳ - رضیہ نورمحمد، ڈاکٹر : "اُردو زبان اور ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"، طبع اول ، لاھور، مکتبہ خیابان ادب، ۱۹۸۵ء -

۴ - عبدالحق، مولوی: "چند ہم عصر"، کراچی ، اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۰ء -

۵ - عبدالحق ، مولوی: "مقدمات عبدالحق" ، لاھور، آردو مرکز ، ۱۹٦۴ء -

٦ - فرمان فتح پوری، ڈاکٹر :" اُردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری": طبع اول ، لاھور ، مجلس ترقی ادب ، ۱۹۷۲ء -

۷ - گارساں دتاسی: "تمہیدی خطبے"، دھلی ، انجمن ترقی آردو (ھند) ، ۱۹۴۰ء -

رسائل

۱ - صحیفہ، لاھور ، شمارہ نمبر ۳ اور ۳۳-

۲ - معارف ، اعظم گڑھ، جلد نمبر ۱۰ -

۳ - نگار پاکستان، کراچی ، تذکروں کا تذکرہ نمبر ، سال نامہ ۱۹٦۴ء -